III

بدلتی روایات (CHANGING TRADITIONS)

تین طبقات

بدلی تہذیبی روایات

تہذیبوں کا تصادم

بدلتی روایات

(CHANGING TRADITIONS)

ہم دیکھ چکے ہیں کہ نویں صدی عیسوی کے آتے آتے کس طرح ایشیا اور امریکہ کے بڑے حصے میں عظیم سلطنتوں کی نشو ونما اور توسیع ہوئی۔ ان میں کچھ خانہ بدوش تھیں اور کچھ ترقی یافتہ شہروں اور تجارتی نیٹ ورک پر مبنی تھیں۔ مقدونی، رومی اور عربی سلطنتوں اور ان سے قبل کی (مصری، سیرین، چینی اور موریائی سلطنتوں) میں فرق یہ تھا کہ یہ وسیع و عریض علاقوں پر پھیلی تھیں۔ ان کی نوعیت براعظم یا براعظم پار کی تھی۔ منگول سلطنت اسی انداز کی ایک سلطنت تھی۔

ان حالات میں مختلف ثقافتی مڈبھیڑ فیصلہ کن تھیں۔ زیادہ تر سلطنتیں اکثر و بیشتر اچانک وجود میں آئیں۔ لیکن یہ ہمیشہ ان تبدیلیوں کا نتیجہ تھیں جو سلطنت کی راہ میں طویل عرصے سے پوشیدہ ہوتی ہیں۔

تاریخ عالم میں روایات کئی طرح سے بدلتی ہیں۔ نویں صدی سے 17 ویں صدی کے دوران مغربی یوروپ میں جسے ہم جدید دور سے جوڑتے ہیں، اس تبدیلی کی رفتار سست تھی۔ مذہبی اعتقادات کے بجائے سائنسی تجربات پر مبنی سائنسی علم کا ارتقاء، سرکاری تنظیموں پر سنجیدہ غور وفکر، حکومت کے غیر فوجی افسروں کے آغاز پر توجہ کے ساتھ پارلیمنٹ اور قانونی ضوابط اور تکنیکی اصلاحات کو زرعی اور صنعتی میدانوں میں استعمال کیا گیا۔ ان تبدیلیوں کے اثرات بڑی شدت سے یوروپ کے باہر محسوس کئے گئے تھے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ پانچویں صدی کے آتے آتے مغرب میں رومی سلطنت کا زوال ہو چکا تھا۔ مغربی اور وسطی یوروپ میں رفتہ رفتہ رومی سلطنت کے باقیات کو انتظامی ضروریات اور قبائیلیوں کی ضروریات کے لئے جس نے وہاں بڑی سلطنتیں بنائیں، اختیار کیا گیا تھا۔ لیکن یہ ہندوستان، چین اور بازنطینی سلطنتوں کے مقابلے میں غیر معمولی طور پر کمزور تھیں۔ اگر چہ مشرقی یوروپ کے مقابلے مغربی یوروپ کے شہری مراکز چھوٹے تھے۔

نویں صدی عیسوی تک تجارتی اور شہری مراکز جیسے ایکس (Aix)۔ لندن، روم اور سینا (Sienna) چھوٹے ہونے کے باوجود منتشر نہیں ہوئے تھے۔ نویں صدی عیسوی سے گیارہویں صدی عیسوی تک مغربی یوروپ کے بیرون شہروں میں اہم ترقیاں ہو گئیں تھیں۔ چرچ اور شاہی حکومت نے رومی اداروں اور قبائیلیوں کے روایتی قوانین میں اتحاد قائم کرلیا تھا جس کی سب سے عمدہ مثال نویں صدی کی ابتداء میں مغربی اور وسطی یوروپ میں چارل میگنے (Charlemagne) کی سلطنت تھی۔ تاہم اس کے سریع زوال کے باوجود شہری مراکز اور تجارتی جال باقی بنا رہا۔

اگرچہ یہ مراکز ہنگیریوں (Hungarians)، وائی کنگس (Vikings) اور دیگر لوگوں کے بھاری حملوں کی زد پر بنے رہے۔

جو کچھ بھی ہوا اسے جاگیرداری کا نام دیا گیا۔ یہ جاگیرداری قلعوں (Castles) اور جاگیری قلعوں (Manor Houses) کے گرد زرعی پیداوار کی علامت بن گئی تھی جہاں زمیندار (Lords) جاگیر کی زمین کے مالک ہوتے جس پر کسان (زرعی غلام) کھیتی کرتے تھے۔ یہ زمیندار وفاداری، اشیا اور خدمت کے لیے ان کے عہد و پیمان لیتے۔ یہ زمیندار اپنے سے بڑے زمینداروں کو جو بادشاہ کے منصب دار (Vassals) ہوتے تھے، کو عہد و پیمان دیتے تھے۔ کیتھولک چرچ (پاپائیت پر مبنی تھا) نے اس صورت حال کی حمایت کی اور خود بھی بڑی بڑی املاک کا مالک بن بیٹھا۔ دنیا کے اس حصہ میں جہاں زندگی غیر مستحکم۔ ادویات کا گھٹیا معیار اور متوقع پست معیار زندگی عام تھی۔ چرچ نے برتاؤ وسلوک کے طریقوں کا مظاہرہ کیا جس سے حیات بعدالموت آسان ہوسکے۔ خانقاہیں قائم ہوئیں جہاں خدا ترس افراد کیتھولک پادریوں کے بنائے اصول کے مطابق خدا کی خدمت کے لیے خود کو وقف کر سکتے تھے۔ بعینہٖ چرچ اسی طرح تعلیمی نیٹ ورک کا حصہ تھے، جیسے کہ اسپین سے بازنطین کی مسلم ریاستوں میں چلائے جاتے تھے اور یہ یوروپ کے ماتحت چھوٹے راجاؤں کو مشرقی بحر روم اور دور دراز کے علاقوں کو وافر مقدار میں دولت مہیا کراتے تھے۔

انہوں نے ان بدلتے حالات کا (بارہویں صدی سے) وینس (Venice) اور جینوا (Genoa) کے بحر روم کے سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی کی۔ اس وجہ سے جاگیردار طبقہ پر تجارت اور شہروں کے اثرات واضح دکھائی دیے۔ ان کے جہاز مسلم ممالک اور مشرقی رومی سلطنت کے باقیات کے ساتھ ترقی پذیر تجارت کرتے رہے۔ اس علاقے کی دولت کشش اور عیسیٰؑ سے وابستہ مقدس مقامات کو مسلمانوں سے آزاد کرانے کے جذبے سے بھی متاثر تھے۔ یوروپی بادشاہوں نے صلیبی جنگوں کے دوران بحر روم کے دوسری جانب کے لوگوں سے بھی تعلقات مضبوط کئے۔ یوروپ کی اندرونی تجارت میں سدھار ہوا (جو میلوں (Fairs))، بحر بالٹک اور بحر شمالی کے ساحلی شہروں پر مرکوز تھی اور محرک بڑھتی ہوئی آبادی تھی)۔

آوگنون میں پوپس کا محل، جنوبی فرانس میں چودھویں صدی کا ایک قصبہ

پندرھویں صدی میں
وینس میں ڈوگ کا محل

تجارتی توسیع کے مواقع اور زندگی کی اقدار کا بدلتا رویہ ایک ساتھ واقع ہوئے۔ انسانیت اور جانداروں کا احترام جس کی نشاندہی زیادہ تر اسلامی ادب وفنون میں کی گئی ہے، نیز یونانی فنی تخلیقات اور نظریات کی مثالیں جو بازنطینی تجارت کے ذریعہ یوروپ آئیں، اس نے یوروپین دنیا کو نئے انداز میں دیکھنے کا حوصلہ بخشا۔ چودہویں صدی عیسوی سے (جسے نشاۃ الثانیہ کہا جاتا ہے) خصوصاً شمالی اٹلی کے شہروں میں متمول حضرات حیات بعدالموت پر بہت کم دھیان دیتے تھے بلکہ زندگی کے معجزات پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔ سنگ تراشوں، مصوروں اور قلم کاروں نے انسانیت اور دنیا کی تلاش میں دلچسپی لینا شروع کی۔

پندرہویں صدی کے اختتام تک ان حالات نے تلاش وجستجو اور سیاحت کو اتنا بڑھاوا دیا جتنا اس سے قبل کبھی نہیں دیا گیا۔ سمندری راستوں کی تلاش ہوئی۔ اسپینوں اور پرتگالیوں کو جو شمالی افریقہ سے تجارت کرتے تھے، اس سے مزید نیچے افریقہ کے ساحل تک جانے لگے۔ بالآخر راس امید (The Cape of Good Hope) سے ہوتے ہوئے ہندوستان تک سفر کرنے لگے جو یوروپ میں مسالوں کی مانگ کی وجہ سے ایک مصور کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتا تھا۔ کولمبس نے ہندوستان کا مغربی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ 1492 میں اس جزیرہ پر پہنچا جسے یوروپین ویسٹ انڈیز کہتے ہیں۔ دیگر کھوجیوں نے قطب شمالی (Arctic) کی طرف سے ہندوستان اور چین کا شمالی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔

یوروپی سیاحوں نے اپنے ان سفروں کے دوران مختلف لوگوں کا سامنا کیا۔ اس کے علاوہ وہ ان سے سیکھنا بھی چاہتے تھے تو دوسری طرف پاپائیت نے شمالی افریقہ کے سیاح اور جغرافیہ داں حسن الوزان (Hasan-al-Wazan) (جو بعد میں یوروپ میں لیو افریکنس (Loe Africanus) کے نام سے مشہور ہوا) کے کام کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس نے پوپ لیو (Leo) دہم کے لئے سولہویں صدی میں افریقہ کا پہلا جغرافیہ لکھا۔ جیسوٹ (Jesuit) چرچ کے لوگوں نے سولہویں صدی میں جاپان کا مشاہدہ کیا اور اس کے بارے میں لکھا۔ سترہویں صدی کے آغاز میں ایک

انگریز ول ایڈمس (Will Adams) جاپانی شوگن تو کا گاوالیاسو (Shogun Tokugawa Ieyasu) کا دوست اور صلاح کار بن گیا۔ حسن الوزان کی طرح یوروپی لوگوں کی جب امریکی براعظموں کے لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی تو اکثر ان لوگوں میں گہری دلچسپی لی اور ان کے لئے کام بھی کیا۔ مثال کے طور پر ایک ازٹیک (Aztec) عورت جو بعد میں ڈونا میرینا (Dona Marina) کے نام سے مشہور ہوئی جس نے میکسیکو کے اسپینی فاتح کورٹس (Cortes) کو اپنا دوست بنایا اور جس نے اس کے لئے ترجمانی اور گفت وشنید کے کام انجام دیئے تھے۔

بسا اوقات یوروپین اپنے حریفانہ مقابلے میں انتہائی محتاط، عیارانہ اور جوکھم بھرے طریقے اختیار کرتے۔ اور جب انہوں نے اپنی تجارتی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی تو اسلحہ کے زور پر اپنا اقتدار مسلط کیا۔ جیسا کہ پرتگالیوں نے 1498 میں واسکوڈی گاما کے کالی کٹ موجودہ کوزی کوڈے آنے کے بعد بحر ہند میں کوشش کی تھی۔ دیگر معاملوں میں نئے لوگوں کو جاہل اور گنوار تصور کرتے اور ان کے ساتھ جابرانہ، ستم شکار اور ظالمانہ رویہ اختیار کرتے تھے۔ میزان پر اپنی برتری ظاہر کرتے تھے۔ کیتھولک چرچ نے مختلف تہذیب وتمدن اور زبانوں کے مطالعہ کا مرکز ہونے کے باوجود ان دونوں طرح کے رویوں کی حمایت کی۔ یہاں تک کہ غیر عیسائی لوگوں پر حملہ کرنے پر بھی اکسایا۔

غیر یوروپی لوگوں کے خیالات کے مطابق یوروپین کے ساتھ ان کا حریفانہ مقابلہ تھا۔ سترہویں صدی کے آخر تک اگرچہ یوروپین نے اسلامی علاقوں، ہندوستان اور چین سے اپنا شوق وتجسس بنائے رکھا۔ جفاکش تاجروں اور جہاز رانوں نے اپنی معلومات کے مطابق وسیع دنیا کا تصور دینے میں اپنا مختصر تعاون دیا۔ جاپانیوں نے جلد ہی یوروپین کی ٹکنالوجی کے گُر سیکھ لئے تھے۔ مثال کے طور پر سولہویں صدی کے اواخر تک بڑے پیمانے پر بندوقیں بنانا شروع کردیا تھا۔ اور پھر یوروپین کو ساحلی شہر ناگاسا کی تک محدود کردیا تھا۔ امریکہ میں ازٹیک سلطنت کے مخالفین نے یوروپین کو کچھ وقت کے لئے ازٹیک اقتدار کو چنوتی دینے کے لئے استعمال کیا۔ اسی زمانے میں یوروپی لوگوں کے ذریعہ لائی گئی بیماریوں نے وہاں کے لوگوں کو ویران کردیا۔ سولہویں صدی کے اواخر تک کچھ علاقوں کی آبادی کا تقریباً 90 فی صد لوگ موت کا شکار ہوگئے۔

ٹائم لائن III

(1300 صدی عیسوی سے 1700 عیسوی تک)

زیر مطالعہ دور یوروپ میں بہت سے اہم واقعات کا شاہد ہے، بشمول زرعی تبدیلیوں اور کسانوں کی زندگی کے۔ اس میں بہت سے تہذیبی ارتقاء کے معاملات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اس ٹائم لائن میں براعظموں کے آپسی تعلقات کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے جو بہت سی تجارتی ترقی کے واقعات سے متاثر ہوئے۔ ان تعلقات کا اثر مختلف میدانوں میں تھا۔ اگرچہ ایک مدت سے خیالات وتصورات۔ ایجادات اور سامان کا آپس میں تبادلہ ان براعظموں کے درمیان موجود تھا۔ اور زمین، ذرائع اور تجارتی راستوں کو کنٹرول کرنے کے لئے سلطنتوں کے مابین ہمیشہ جنگیں ہوتی رہیں جس کے نتیجے میں اگر لوگ مارے نہیں گئے تو یہ مرد و عورت ہمیشہ بے گھر اور غلام بنائے جاتے رہے۔ زیادہ تر حالات میں لوگوں کی زندگی بدتر ہوتی گئی۔

تاریخیں	افریقہ	یوروپ
1300-1325		الحمبر ااور گریناڈاا اسپین میں اہم ثقافتی مرکز کے طور پر ابھرے۔
1325-1350	مصر میں پلیگ*(1348-55)	انگلینڈ اور فرانس کے درمیان سو سالہ جنگ (1337-1453) کالی موت (پلیگ کی قسم) پورے یوروپ میں پھیل گئی(1348)۔
1350-1375	ابن بطوطہ کی سہارا ریگستان کی کھوج بین۔	فرانس کے کسانوں کا زیادہ ٹیکس لگائے جانے کے خلاف مظاہرہ۔
1375-1400		انگلینڈ میں کسانوں کی بغاوت (1381)؛ جیوفری چوسر (Geoffrey Chaucer) نے The Canterbury Tales تحریر کی جو انگریزی زبان میں اول ترین کہانیوں کا مجموعہ اورتصنیف ہے۔
1400-1425		
1425-1450	پرتگالیوں نے غلاموں کی تجارت شروع (1442)۔	
1450-1475	مغربی افریقہ میں سونگھائی(Songhai) سلطنت کا قیام جو سہارا ریگستان کے اطراف کے تجارتی نیٹ ورک پر مبنی تھی	یوروپ میں پہلی طبع شدہ کتاب کا ظہور؛ لیونارڈو دا ونچی (1452-1519) اٹلی کا پینٹر، آرکٹیکٹ اور موجد تھا۔
1475-1500	بادشاہ بوکونگو(Bokongo) کو پرتگالیوں نے عیسائی بنایا۔	انگلیڈ میں ٹوڈور حکومت(Tudor Dynesty) کا قیام۔
1500-1525	امریکہ میں افریقی غلاموں نے گنّے کی کاشت شروع کی (1510)؛ عثمانی ترکوں نے مصر کو فتح کیا(1517)۔	یوروپ میں پہلی دفعہ (1517) جنوبی امریکہ سے آئی کافی پینے کی شروعات۔ تمباکو، چاکلیٹ، ٹماٹر اور ٹرکی مرغ یوروپ میں متعارف ہوئے۔ مارٹن لوتھر کے ذریعہ کیتھولک چرچ میں اصلاحات کی کوشش(1517)
1525-1550		کوپرنیکس نے نظام شمسی کے متعلق اپنا نظریہ پیش کیا(1543)
1550-1575		ولیم شیکسپیئر (1564-1616) انگلینڈ کا ڈرامہ نگار۔
1575-1600		زاکاریس جانسین (Zacharias Janssen) نے مائیکرواسکوپ ایجاد کیا(1590)۔
1600-1625	نائیجیریا کی اویو (Oyo) سلطنت اقتدار کی اونچائیوں پر دھات کے کاموں کے مراکز*	Don Quixote نے اولین ناول اسپینی زبان میں لکھا(1605)۔
1625-1650		ولیم ہاروے نے ثابت کیا کہ پورے جسم سے خون دل کے ذریعہ خارج ہوتا ہے۔
1650-1675	پرتگالیوں نے کونگو سلطنت کو تباہ کیا(1662)۔	فرانس کا بادشاہ لوئس XIV(1638-1715)۔
1675-1700		پیٹر عظیم(Peter the Great 1682-1725) نے روس کو جدید بنانے کی کوشش کی۔

تاریخیں	ایشیا	جنوبی ایشیا
1300-1325		
1325-1350		وجے نگر سلطنت کا قیام*(1336)۔
1350-1375	چین میں *منگ (Ming) خاندان کی حکومت (1368 سے آگے)۔	
1375-1400		
1400-1425		علاقائی سلطنتوں کا ظہور۔
1425-1450		
1450-1475	عثمانی ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا(1453)۔	
1475-1500		واسکوڈی گاما ہندوستان پہنچا(1498)۔
1500-1525	پرتگالیوں کی چین آمد اور چینی مزاحمت۔ مکاؤ (Macao) سے جبراً اخراج(1522)۔	
1525-1550		شمالی ہندوستان پر بابر نے مغل حکومت قائم کی۔ پانی پت کی پہلی جنگ(1526)۔
1550-1575		اکبر(1556-1605) کے ذریعہ مغل سلطنت کا استحکام۔
1575-1600	جاپان میں کابوکی (Kabuki) ڈرامہ اسٹیج کیا گیا (1586) ایران کے شاہ عباس(1587-1629) نے فوجی تربیت کے لئے یوروپی طریقوں کو متعارف کرایا۔	
1600-1625	جاپان میں Tokugawa Shogunate کا قیام(1603)۔	برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام(1600)۔
1625-1650	جاپان کے ساتھ تمام یوروپین کی سوائے ڈچ کے تجارت کی ممانعت(1637)؛ چین میں مانچو حکومت (1644 سے آگے) جو تقریباً 300 سال تک باقی رہی۔ چین کی چائے اور سلک کی یوروپ میں بڑھتی مانگ۔	
1650-1675		
1675-1700		

تاریخیں	براعظم امریکہ (شمالی وجنوبی)	آسٹریلیا/ جزائر بحرالکاہل
1300-1325	ایزٹیک (Aztec) راجدھانی ٹینوکٹٹ لان (Tenochtitlan) میں میکسیکو (1325) کے معابدوں کی تعمیر۔ آبپاشی اور شماریات کے نظام (Accounting System) (Quipu) کی ترقی*	
1325-1350		
1350-1375		
1375-1400		
1400-1425		
1425-1450		
1450-1475	انکا (Incas) قوم نے پیرو (Peru) پر اپنا اقتدار قائم کیا (1465)۔	
1475-1500	کولمبس ویسٹ انڈیز پہنچا (1492)۔	
1500-1525	اسپینیوں کی میکسیکو پر فتح (1521)۔	میگیلان (Magellan) ایک اسپینی جہازراں، بحرالکاہل پہنچا (1519)۔
1525-1550	فرانسیسی کھوجی (Explorers) کناڈا پہنچے (1534)۔	
1550-1575	اسپینیوں کی پیرو (Peru) پر فتح (1572)۔	
1575-1600		ڈچ جہازراں اتفاقاً آسٹریلیا پہنچے۔
1600-1625	انگلینڈ نے شمالی امریکہ میں اپنی پہلی نوآبادی Colony قائم کی 1607؛ پہلی دفعہ مغربی افریقہ سے غلام ورجینیا (Virginia) لائے گئے (1619)۔	اسپینی جہازراں تاہیٹی (Tahiti) پہنچے (1660)۔
1625-1650	ڈچوں نے نیو ایمسٹرڈم (New Amsterdam) کی بنیاد ڈالی جسے اب نیویارک کہا جاتا ہے (1626)؛ ماسا چوسیٹس (Massachusetts) میں پہلی پرنٹنگ پریس لگائی گئی۔	ڈچ جہازراں ایبل تسمان (Abel Tasman) کے جہازوں کا لاعلمی میں آسٹریلیا کے گرد چکر لگانا۔ وہ بعد میں وان ڈائی مینس لینڈ (Van Diemen's Land) پر اترا۔ جس کو بعد میں تسمانیہ (Tasmania) کہا گیا۔ وہ نیوزی لینڈ بھی پہنچا لیکن اس نے سوچا کہ یہ اسی خشکی کا دور تک پھیلے سلسلہ کا حصہ ہے۔
1650-1675	ویسٹ انڈیز میں پہلی دفعہ گنے کی کاشت کا آغاز (1654)۔	
1675-1700	فرانسیسی نوآبادیات مسی سپّی (Mississippi) کا بعد میں بادشاہ لوئس XIV کے نام لوسیانا (Louisiana) نام رکھا گیا۔	

سرگرمی

آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ کالم 6 (آسٹریلیا/ جزائر بحرالکاہل) میں بہت کم ریکارڈ کی گئیں تاریخیں درج ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقے کے لوگ اکثر واقعات کو ریکارڈ کرنے کے دیگر طریقے بشمول پینٹنگ جیسے کہ اوپر دکھائی گئی ہے*، استعمال کرتے تھے۔ پہلے کے پانچ کالموں میں سے کم از کم ایک واقعہ/ طریق عمل کو درج کیجیے۔ دکھائی گئی آسٹریلیائی مصور کی پینٹنگ میں شاید کوئی قیمتی معلومات درج ہو۔ ایک دوسری فہرست میں پانچ باتوں کا اندراج کیجیے جو آپ کو غیر متعلق لگتی ہوں۔

تین طبقات
(THE THREE ORDERS)

اس باب میں ہم نویں اور سولھویں صدی کے درمیان مغربی یوروپ کے اندر واقع ہونے والی سماجی، اقتصادی اور سیاسی تبدیلیوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ رومی سلطنت کے زوال کے بعد مشرقی اور مرکزی یوروپ کی جرمن نسل کی بہت سی جماعتوں نے اٹلی، اسپین اور فرانس کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

متحدہ سیاسی قوت کے فقدان کی وجہ سے فوجی تصادم ایک عام بات تھی اور اپنی زمینوں کے تحفظ کے لیے ذرائع کو جمع کرنے کی ضرورت بہت اہمیت کی حامل تھی۔ اس کی خصوصیات رومی شہنشاہی روایات اور جرمن مراسم دونوں اخذ کی گئی تھیں۔عیسائیت، جوچوتھی صدی سے رومی سلطنت کا سرکاری مذہب تھی، روم کے زوال کے باوجود باقی رہی اور رفتہ رفتہ مرکزی اور شمالی یوروپ میں پھیل گئی۔ چرچ بھی یوروپ میں بہت ساری زمینوں کا مالک اور ایک سیاسی قوت بن گیا۔

تین طبقات، جن پر اس باب میں خاص طور پر گفتگو کی گئی ہے، دراصل تین سماجی درجے___ عیسائی مذہبی پیشوا، زمینوں کے مالک، امراء اور کسان ہیں۔ ان تینوں طبقات کے مابین بدلتے ہوئے رشتے کئی صدیوں سے یوروپ کی تاریخ سازی میں ایک اہم سبب رہے ہیں۔

پچھلے سو سالوں میں یوروپی مؤرخین نے علاقوں کی تاریخ پر تفصیلی کام کیا ہے۔ یہاں تک کہ گاؤں پر انفرادی تذکرے قلمبند کیے ہیں۔ یہ اس لیے ممکن ہوسکا کیونکہ عہد وسطیٰ کے تعلق سے دستاویزات، زمینوں کی ملکیت، قیمت اور مقدمے کی تفصیلات کی شکل میں بہت سارا مواد موجود ہے، مثلاً چرچ پیدائش، ازدواج اور اموات کا ریکارڈ رکھتے تھے، جس سے خاندان کے ڈھانچے اور آبادی کو سمجھنے میں بھی مدد ملی۔

چرچوں پر کندہ کی ہوئی تحریریں تجارتی تنظیموں سے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں اور گیتوں اور کہانیوں سے تہواروں اور قومی سرگرمیوں کا سراغ ملتا ہے۔

مؤرخین ان چیزوں کا استعمال اقتصادی اور سماجی زندگی اور طویل مدت میں ہونے والی تبدیلیوں (مثلاً آبادی میں اضافہ) یا مختصر مدت میں ہونے والی تبدیلیوں (مثلاً کسانوں کی بغاوت) کو سمجھنے کے لیے کر سکتے ہیں۔

جاگیردارانہ نظام پر کام کرنے والے فرانس کے متعدد اہل علم میں بلاک (Bloch) سب سے پہلے لوگوں میں سے ایک ہے۔ مارک بلاک (Marc Bloch, 1886-1944) اہل علم کی اس جماعت سے تعلق رکھتا تھا جن کا ماننا تھا کہ تاریخ سیاسی حالات، بین الاقوامی تعلقات اور اکابرین کی سوانح عمریوں کے علاوہ بھی یہ بہت ساری چیزوں پر مشتمل ہے۔ وہ تاکید کے ساتھ کہتا تھا کہ انسان کی تاریخ سازی میں جغرافیہ کا اہم کردار ہے اور لوگوں کے رویے اور باہمی سلوک کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

عہد وسطیٰ کی اصطلاح سے مراد یوروپی تاریخ کا وہ وقفہ ہے جو پانچویں سے پندرہویں صدی پر محیط ہے۔

بلاک کا جاگیردارانہ سماج (Feudal Society) یوروپ، خاص طور پر 900 اور 1300 کے مابین فرانسیسی سماج سے متعلق ہے جس میں غیر معمولی تفصیل کے ساتھ سماجی تعلقات، نظام، مراتب، زرعی تنظیم اور وقت کی عام تہذیب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
اس کا کام المناک طور پر اس وقت رک گیا جب دوسری عالمی جنگ کے دوران نازیوں نے اسے گولی ماردی۔

جاگیردارانہ نظام: ایک تعارف

''جاگیرداری'' اصطلاح مؤرخین نے ان اقتصادی، قانونی، سیاسی اور سماجی تعلقات کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی ہے جو عہد وسطیٰ میں یوروپ کے اندر پائی جاتی تھیں۔ یہ جرمن لفظ "Feud" سے مشتق ہے جس کے معنی ہے

نقشہ 1: مغربی یوروپ

''ایک قطعۂ زمین''، اوراس سے مراد سماج کی ایک ایسی قسم ہے جو وسط فرانس میں پلی بڑھی اور بعد ازاں انگلینڈ اور جنوبی اٹلی میں پروان چڑھی۔

اقتصادی نقطۂ نظر سے جاگیرداری سے مراد زرعی پیداوار کی ایک ایسی قسم ہے جو لارڈز اور کسانوں کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کی بنیاد پر قائم ہے۔ کسان اپنی اور ساتھ ہی ساتھ لارڈ کی زمینوں میں کاشت کاری کرتے، وہ لارڈز کے لیے مشقت آمیز خدمات انجام دیتے جو اس کے عوض انہیں فوجی تحفظ فراہم کرتے تھے۔ لارڈز کسانوں پر مکمل عدالتی اختیار رکھتے تھے۔اس طرح جاگیرداری نے معیشت کے دائرے سے نکل کر زندگی کے سماجی اور سیاسی پہلوؤں کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا تھا۔

اگرچہ جاگیردارانہ نظام کی جڑیں رومی سلطنت کے اندر انجام دیے جانے والے کاموں اور فرانسیسی بادشاہ چارل میگنے (742-814) کے زمانہ سے ملتی ہیں۔ یہ یوروپ کے بہت بڑے حصّہ میں ایک مسلم طریقِ زندگی کے بہت بعد گیارہویں صدی میں سامنے آیا ہے۔

انگلینڈ اور فرانس

گال (Gaul) جو رومی سلطنت کا ایک صوبہ ہے دو وسیع سواحل، پہاڑی سلسلوں، طویل دریاؤں، جنگلوں اور ایسے وسیع میدانوں پر مشتمل ہے جو کاشت کاری کے لیے موزوں ہیں۔

فرینکیوں نے، جو ایک جرمن قبیلہ تھا، گال کو اپنا ایک نام، فرانس، دیا۔ چھٹی صدی سے اس علاقے میں بادشاہت قائم تھی اور فرینکی/ فرانسیسی بادشاہ حکمرانی کرتے تھے جو عیسائی تھے اور فرانسیسی چرچ سے گہرا تعلق رکھتے تھے جو 800 میں اس وقت مزید مضبوط ہو گیا جب پوپ نے شاہ چارل میگنے (Charlemagne) کو اپنی حمایت * کی یقین دہانی کے لیے ''مقدس رومی شہنشاہ'' کے خطاب سے نوازا۔

*قسطنطنیہ میں مشرقی چرچ کے قائد کے اسی طرح کے تعلقات بازنطینی شہنشاہ سے بھی تھے۔

ایک تنگ آبنائے کے درمیان انگلینڈ۔ اسکاٹ لینڈ کا وہ جزیرہ واقع ہے جسے گیارہویں صدی میں فرانس کے صوبہ نارمینڈی کے ایک نواب نے فتح کیا تھا۔

فرانس کی ابتدائی تاریخ	
481	کلووس فرینکز کا بادشاہ بن جاتا ہے۔
486	کلووس اور فرینکز شمالی گال کی فتحیابی کا آغاز کرتے ہیں۔
496	کلووس اور فرینکز عیسائیت قبول کر لیتے ہیں۔
714	چارلس مارٹل محل کا میئر بن جاتا ہے۔
751	مارٹل کا بیٹا پیپن فرینکی فرمانروا کو معزول کر دیتا ہے، بادشاہ بن جاتا ہے۔ اور شاہی سلسلہ کی تشکیل کرتا ہے۔فتوحات پر مبنی جنگیں اس کی سلطنت کے حلقے کو دوگنا کر دیتی ہیں۔
768	پیپن کا بیٹا چارل میگنے/ چارلس اعظم اس کا جانشین بن جاتا ہے۔
800	پوپ لیو ثالث چارل میگنے کو مقدس رومی شہنشاہ کا تاج پہناتا ہے۔
840	ناروے سے وکنگس (Vikings) کے حملے شروع ہوتے ہیں۔

تین طبقات

فرانسیسی مذہبی پیشواؤں کا ماننا تھا کہ لوگ تین ''طبقات'' میں سے کسی ایک سے لازمی طور پر تعلق رکھتے ہیں جو دراصل ان کے کام کی نوعیت پر منحصر ہے۔ ایک اسقف کے بقول ''یہاں چند لوگ دعا کرتے ہیں، دوسرے چند لوگ جنگ میں حصّہ لیتے ہیں، تاہم کچھ دوسرے لوگ کام کرتے ہیں۔'' اس طرح سماج کے تین طبقات بڑے پیمانے پر پادری، امراء اور کسان ہیں۔

'Abbey' مشتق ہے Syriac abba سے جس کے معنی ہیں باپ۔ Abbey کا نظم و نسق Abbot یا Abbess چلاتے تھے۔

بارہویں صدی میں Bingen کے Abbess Hildegard نے لکھا: ''ایک اصطبل میں اپنے سارے مویشیوں ___ گایوں، گدھوں، بھیڑوں اور بکریوں کو بنا کسی تفریق کے پالنے کے لیے کون سوچے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسانوں کے مابین بھی تفریق قائم کی جائے تا کہ وہ ایک دوسرے کو خراب نہ کر دیں...... خدا زمین ہی کی طرح آسمان میں بھی اپنے بندوں کے درمیان امتیاز قائم رکھتا ہے۔ وہ سب سے محبت کرتا ہے تاہم ان کے درمیان مساوات نہیں ہے''۔

دوسرا طبقہ-امراء

مذہبی پیشوا خود کو پہلے طبقہ اور امراء کو دوسرے طبقہ میں رکھتے ہیں۔ لیکن دراصل امراء سماجی کارکردگی میں مرکزی کردار نبھاتے تھے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ زمینوں پر انہیں کا قبضہ تھا اور یہ قبضہ جیسے اسامی کے نام سے جانا جاتا ہے، کے رواج کے نتیجے میں سامنے آیا۔

فرانسیسی امراء شکار کے لیے جاتے ہوئے پندرھویں صدی کی تصویر

فرانس کے بادشاہ اسامیوں کے ذریعہ لوگوں سے جڑے ہوئے تھے، بالکل جرمن لوگوں کے مابین رائج اس عمل کی طرح جس کا ایک حصہ فرینکز بھی تھے۔ بڑے زمیندار___امراء ___ بادشاہوں کے اسامی ہوتے تھے اور کسان زمینداروں کے اسامی سمجھے جاتے تھے۔ امراء کا کوئی بھی فرد بادشاہ کو اپنا بڑا بزرگ تسلیم کرتا تھا اور باہم ایک عہد کرتے تھے کہ بڑا بزرگ/ لارڈ ('لارڈ' ایک ایسے لفظ سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے ایک ایسا شخص جو روٹی مہیا کرتا ہے) اسامی کی حفاظت کرے گا اور بدلے میں وہ اس کا وفادار رہے گا۔ اس تعلق سے وابستہ مفصل رسوم و رواج اور چرچ میں بائبل کی قسم کھاتے ہوئے عہد و پیمان کے تبادلے ہوتے تھے۔ اس تقریب میں اسامی ایک تحریری منشور یا عصا یا پھر مٹی کا ایک ڈھیلا وصول کرتا تھا جو اس زمین کی ایک علامت سمجھا جاتا تھا جو اسے اس کے مالک سے مل رہی ہے۔

امراء ایک مراعاتی رتبہ سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ وہ اپنی زمینوں پر مطلق اور دائمی اختیار رکھتے تھے۔ وہ فوجیں (جنہیں "Feudal levies" کہا جاتا تھا) تشکیل دے سکتا تھا۔ لارڈ اپنی عدالت کا آپ حاکم تھا اور اپنے ذاتی سکے

بھی ڈھال سکتا تھا۔ وہ ان تمام لوگوں کا لارڈ ہوتا تھا جو اس کی زمین پر آباد ہوتے تھے۔ وہ ان وسیع زمینوں کا مالک ہوتا تھا جن میں اس کی اپنی رہائش گاہ، اس کے ذاتی کھیت اور چراگاہیں اور اس کے زیر سایہ بسنے والے کسانوں کے مکانات اور کھیت شامل ہوتے تھے۔ اس کے مکان کو جاگیر کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کی شخصی آراضی میں کسان کاشت کاری کرتے تھے اور ضرورت پڑنے پر انہیں پیادہ سپاہیوں کے طور پر بھی استعمال کیا جاسکتا تھا اور اس کے ساتھ ہی اپنے کھیتوں میں بھی کام کرتے تھے۔

جاگیردارانہ ریاست

لارڈ کا اپنا ایک جاگیری مکان ہوتا تھا۔ وہ گاؤں پر بھی قبضہ رکھتا تھا۔ کچھ لارڈ زسینکڑوں گاوؤں پر قبضہ رکھتے تھے، جہاں کسان رہتے تھے۔ ایک معمولی جاگیری جائیداد میں درجنوں خاندان شامل ہوتے تھے جبکہ بڑے جاگیر پچاس

تیرھویں صدی کی ایک جاگیر ریاست (Manorial Estate)

ساٹھ خاندانوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ روزانہ ضروریاتِ زندگی سے متعلق تقریباً ساری چیزیں اسٹیٹ (Estate) پر مل سکتی تھیں ـــــ اناج کھیتوں میں اگائے جاتے تھے، لوہار اور بڑھئی لارڈ کے احکام کی بجا آوری کرتے تھے اور اس کے اسلحوں کی مرمت کرتے تھے جبکہ راج مستری اس کی عمارتوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ عورتیں کپڑے بنتی تھیں اور بچے لارڈ کی انگور سے شراب کشید کرنے والی مشینوں میں کام کرتے تھے۔ اسٹیٹ میں جنگلات بھی شامل ہوتے تھے جہاں لارڈ شکار کیا کرتے تھے۔ انہیں جنگلات میں چراگاہیں ہوتی تھیں جہاں اس کے مویشی اور گھوڑے چرتے تھے۔ وہاں ایک چرچ اور دفاع کے لیے ایک قلعہ بھی ہوتا تھا۔

تیرہویں صدی سے نائٹ کے خاندان والوں کی رہائش کے استعمال کے لیے کچھ قلعوں کو بڑا بنایا جاتا تھا۔ درحقیقت نارمین کے حملے سے پیشتر انگلینڈ میں قلعے عملی طور پر غیر معروف تھے اور انہیں سیاسی تنظیم اور فوجی قوت کے مراکز کے طور پر جاگیردارانہ نظام کے تحت ہی ترقی دی گئی۔

جاگیر مکمل طور پر خود کفیل نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ نمک، چکی کے پاٹ اور دھات کی مصنوعات باہری ذرائع سے حاصل کیے جاتے تھے۔ وہ لارڈ جو تعیش کی زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ اور قیمتی ساز و سامان، آلاتِ موسیقی اور بیرونی زیورات خریدنے کے شائق تھے، انہیں یہ چیزیں دوسری جگہوں سے حاصل کرنی پڑتی تھیں۔

سرگرمی 1

مختلف معیاروں ـــــ پیشہ، زبان، دولت اور تعلیم ـــــ پر قائم سماجی امتیاز مراتب پر بحث کیجیے۔ عہدِ وسطیٰ کے فرانس کا میسوپوٹامیہ اور رومی سلطنت سے موازنہ کیجیے۔

نائٹ

نویں صدی سے یورپ کے اندر عام طور پر جنگیں ہونا شروع ہوگئیں۔ ناتجربہ کار سپاہی کافی نہیں تھے اور اچھے شہسواروں کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ اسی چیز نے لوگوں کی ایک نئی جماعت ـــــ نائٹ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کا تعلق لارڈز سے تھا بالکل اسی طرح جس طرح لارڈز کا تعلق بادشاہ سے تھا۔ لارڈ نائٹ کو ایک قطعۂ زمین دیتا تھا (جسے فیف (Fief) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا) اور اس کی حفاظت کا عہد کرتا تھا۔ فیف وراثت میں مل سکتی تھی۔ یہ 1,000 سے 2,000 ایکڑ یا اس سے زیادہ پر محیط ہوتی تھی جس میں نائٹ اور اس کے خاندان کے لیے ایک مکان، ایک چرچ اور اس کے تحت رہنے والے لوگوں کے لیے دوسری تنصیبات کے علاوہ پن چکی اور انگور سے شراب کشید کرنے کا کارخانہ ہوتا تھا۔ جاگیر کی طرح کی زمین میں بھی کسان کاشت کاری کرتے تھے۔ اس کے عوض نائٹ اپنے لارڈ کو برابر فیس دیتا تھا اور جنگوں میں اس کی طرف سے لڑنے کا وعدہ کرتا تھا۔ اپنی مہارت کو برقرار رکھنے کے لیے نائٹ روزانہ شمشیر زنی اور مصنوعی چیزوں کے ساتھ مختلف ترکیبوں کی مشق کرتے تھے۔ نائٹ ایک سے زیادہ لارڈز کا خدمت گار ہوسکتا تھا لیکن اس کی سب سے اولین وفاداری اپنے لارڈ کے ساتھ ہوتی تھی۔

اگر میرا محبوب لارڈ قتل کردیا جاتا ہے تو اس کے نصیب کا ساتھ میں بھی دوں گا اگر اسے پھانسی دی جاتی ہے تو اسی کے پہلو میں مجھے بھی تختِ دار پر چڑھا دو۔ اگر اسے زندہ جلا دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ میں بھی جل جاؤں گا اور اگر وہ غرق ہوجاتا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ غرق ہوجانے دو۔

ماخوذ: Doon de Mayence تیسری صدی کی ایک فرانسیسی نظم جسے نائٹ کی مہم جوئی کی یاد میں گایا گیا ہے۔

بارہویں صدی سے فرانس میں رمتا گویّے (Minstrels) ایک جاگیر سے دوسری جاگیر تک ایسے گیت گاتے تھے جن میں بہادر بادشاہوں اور نائٹوں سے متعلق ـــــ کچھ تاریخی اور کچھ من گھڑت ـــــ کہانیاں ہوتی تھیں۔ ایک ایسے زمانہ میں جہاں زیادہ لوگ پڑھ بھی نہیں سکتے تھے اور مسودات بہت کم تھے۔ سفر کرتے ہوئے یہ گویّے بہت معروف تھے۔ بہت سی جاگیری حویلیوں میں بڑے ہال کے اوپر تنگ بالکنیاں ہوتی تھیں جہاں حویلی کے لوگ کھانا کھانے کے لیے جمع ہوتے تھے ـــــ یہ مغنی شعراء کی گیلری ہوتی تھی جشن کے وقت گلوکار جہاں امراء کو تفریح فراہم کراتے تھے۔

پہلا طبقہ- پادری

کیتھولک چرچ کے اپنے کچھ قواعد تھے۔ وہ ان زمینوں کے مالک ہوتے تھے جو انہیں حکام سے ملتی تھیں اور مذہبی ٹیکس عائد کر سکتے تھے۔ اس طرح یہ ایک کافی طاقتور ادارہ تھا جو بادشاہوں پر موقوف نہیں تھا۔ مغربی چرچ کے اوپر پوپ تھا جو روم میں رہتا تھا۔ اسقف اور پادری یوروپ میں عیسائیوں کی رہنمائی کرتے تھے جن سے مل کر پہلے ''طبقات'' میں سے ایک بنتا تھا___ بیشتر گاوؤں میں ان کے اپنے چرچ ہوتے تھے جہاں ہر اتوار کو لوگ جمع ہوکر مذہبی پیشوا کا خطاب سنتے تھے اور ایک ساتھ عبادت کرتے تھے۔

ہر شخص مذہبی پیشوا نہیں بن سکتا تھا۔ زرعی غلاموں پر پابندی تھی اور یہی حال جسمانی طور پر معذور لوگوں کا بھی تھا۔ عورتیں مذہبی پیشوا نہیں بن سکتی تھیں اور جو مرد مذہبی پیشوا تھے وہ شادی نہیں کر سکتے تھے۔ اسقف مذہبی امراء تھے۔ وسیع ارضی جائیداروں کے مالک لارڈز ہی کی طرح اسقف بھی وسیع آراضی کا استعمال کرتے تھے اور عظیم محلات میں رہتے تھے۔ چرچ کو حق حاصل تھا کہ کسان سال میں جو کچھ پیدا کرتے ہیں اس کا دسواں حصہ لے لے جسے ''عشر'' (Tithe) کہا جاتا تھا۔ عطیات کی شکل میں بھی پیسہ آتا تھا جسے امراء زندگی بعدالموت میں اپنی اور اپنے فوت شدہ اقرباء کی خیر وفلاح کے لیے دیتے تھے۔

چرچ میں انجام دی جانے والی کچھ اہم رسوم جاگیری رؤساء کے درمیان رائج رسوم کی رسمی نقل تھیں۔ بندھے ہوئے ہاتھ اور خمیدہ سروں کے ساتھ عبادت کے وقت جھکنا نائٹ کے اس وقت کے عمل کی بعینہٖ نقل تھی جب وہ اپنے لارڈ سے اپنی وفاداری کا عہد و پیمان لیتا تھا۔ بالکل اسی طرح خدا کے لیے ''لارڈ'' کی اصطلاح کا استعمال بھی جاگیردارانہ تہذیب کی ایک اور مثال تھی جو چرچ کے معمولات کے طریقۂ کار میں ملتی ہے۔ بائیں طور پر مذہبی اور جاگیردارانہ نظام کی زر پرست دنیا میں بہت سی رسوم ورواج اور علامتیں مشترک تھیں۔

سرگرمی 2

عہد وسطٰی کی جاگیر میں، محل میں اور عبادت گاہ میں مختلف سماجی طبقات کے لوگوں کے مابین رویوں کے متوقع انداز کی مثالوں پر بحث کیجیے۔

راہب

چرچ کے علاوہ مخلص عیسائیوں کی ایک دوسری تنظیم تھی۔ کچھ بہت ہی مذہبی لوگوں نے، ان پادریوں کے برعکس جو قصبوں اور گاوؤں میں رہتے تھے، الگ تھلگ زندگی گزارنے کو ترجیح دی۔ وہ مذہبی جماعتوں کی شکل میں رہتے تھے جنھیں دیر خانقاہ (Monasteries) کہا جاتا تھا جو عام طور پر انسانی بستیوں سے دور ہوا کرتی تھیں۔ ان میں سے دو مشہور خانقاہیں سینٹ بینڈکٹ (St. Benedict) کے ذریعہ 529 میں اٹلی کے اندر اور کلونی (Cluny) کے ذریعہ 910 میں برگنڈی (Burgundy) کے اندر قائم کی گئی۔

مونیسٹری یونانی لفظ مونوز ('Monos') سے مشتق ہے جس کے معنی ہے ایک ایسا شخص جو بالکل تنہا رہتا ہو۔

راہب اپنی بقیہ زندگی خانقاہوں میں رہ کر، عبادت، مطالعہ اور محنت کے کام جیسے کاشت کاری میں گزارنے کا عہد کرتے تھے۔ بڑے پادریوں کے برخلاف اس طرح کی زندگی مرد اور عورت دونوں گزار سکتے تھے۔ مرد راہب بن جاتے اور عورتیں راہبہ بن جاتی تھیں۔ چند ایک کے علاوہ ساری خانقاہیں ایک ہی جنس کے لوگوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ الغرض مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ خانقاہیں ہوتی تھیں۔ بڑے پادریوں کی طرح راہب اور راہبہ بھی شادی نہیں کرتے تھے۔

10 سے 20 مردوں/ عورتوں کی چھوٹی سی جماعتوں سے آگے بڑھ کر خانقاہوں نے سینکڑوں افراد پر مشتمل جماعتوں کی شکل اختیار کر لی جن میں ایسی بڑی بڑی عمارتیں اور آراضی ہوتی تھیں جن کے ساتھ اسکول، کالج اور

فیرن برا (Farnborough)
انگلینڈ میں سینٹ مائیکل
کی بینیڈ کٹائن خانقاہ

Benedictine کی خانقاہوں میں قوانین کے 73 ابواب پر مشتمل ایک مسودہ جس کے مطابق کئی صدیوں تک راہبوں نے عمل کیا۔ چند قوانین جن پر انہیں عمل کرنا تھا درج ذیل ہیں:

باب6: راہبوں کو بولنے کی اجازت شاذ و نادر ہی دی جانی چاہئے۔

باب7: انکسار کا مطلب انقیاد ہے۔

باب33: کسی راہب کی کوئی شخصی جائیداد نہ ہونی چاہئے۔

باب 47: کاہلی روح کی دشمن ہے اس لیے فرائرز اور سسٹرز کو چاہئے کہ کچھ خاص اوقات میں محنت کے کام کریں اور کچھ معین وقت میں مقدس کتاب خوانی میں مصروف رہیں۔

باب48: خانقاہ اس انداز میں ترتیب دی جانی چاہئے کہ اس کے احاطے کے اندر ضروریات زندگی سے متعلق ساری چیزیں ــــــ پن چکی، باغ اور مرمت خانے دستیاب ہوں۔

ہسپتال ہوتے تھے۔ یہ فنونِ لطیفہ کے فروغ میں حصّہ لیتی تھیں۔ Abbess Hildegard (دیکھئے اوپر، صفحہ 137) ایک ماہر موسیقار تھا اور اس نے چرچ میں دعاؤں کے اجتماعی نغمات کے عمل کو فروغ دیا تیرہویں صدی سے راہبوں کی کچھ جماعتوں نے ــــ جنہیں فرائز کہا جاتا تھا ــــ خانقاہوں میں محدود نہ رہ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر دعوت وتبلیغ کا کام کرنے اور خیرات وعطیات پر گزر بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔

چودہویں صدی کے آتے آتے خانقاہوں کے مقصد اور قدر و قیمت کے تعلق سے شکوک وشبہات بڑھنے لگے۔ انگلینڈ میں لینگلینڈ (Langland) کی نظم Pier's Plowman (C.1360-70) میں کچھ راہبوں کی تعیش پسند زندگی کا ''سادگی پسند کسانوں، چرواہوں اور عام غریب مزدوروں'' کے ''ایمانِ کامل'' سے تقابل کیا گیا ہے۔ انگلینڈ میں بھی چوسر (Chaucer) نے کینٹر بری ٹیلس (درج ذیل اقتباس ملاحظہ کیجیے) کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں ایک راہبہ، ایک راہب اور فرائر کی طربیہ شبیہ پیش کی گئی ہے۔

> اپریل میں جب شیریں قطرے گرتے ہیں
> اور مارچ کے قحط زدہ حصے کو جڑ تک چھید دیتے ہیں
> اور ننھے پرندے نغمے گاتے ہیں
> ایسے نغمے جو راتوں کی نیند اڑادیں......
> (اس طرح قدرت انہیں کچوکے لگاتی ہے اور وہ مصروفِ عمل ہوجاتے ہیں)؛
> پھر وہ لوگ جنہیں زیارت کے لیے لمبی مسافت طے کرنی ہے؛
> اور وہ زائرین (پامرز*) جو دور کے ان مذہبی پیشواؤں کے بیرونی مقدس مقامات کی چاہت میں نکلتے ہیں جن کی عزت مختلف ممالک میں کی جاتی ہے۔ اور بالخصوص انگلینڈ کے ہر ضلع سے وہ کینٹر بری (Canterbury) کے لیے سفر کرتے ہیں۔
> (جیفری چوسر) Geoffrey Chaucer (C.1340-1400) ماخوذ از: (دی کینٹر بری ٹیلس The Canterbury Tales

* وہ راہب جو دور دراز کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہے۔

چرچ اور سماج

اگرچہ یوروپ کے لوگ عیسائی ہوگئے تھے مگر اب بھی وہ جادو اور عوامی روایات کے تئیں کچھ قدیم اعتقادات کے حامل تھے۔ عیسائی اور ایسٹر چوتھی صدی ہی سے کیلنڈر کی تاریخ بن چکے تھے۔ عیسیٰ کی پیدائش نے، جسے 25 دسمبر کو منایا جاتا تھا، روم کے ایک قدیم تہوار کی جگہ لے لی تھی جس کی تاریخ شمسی کیلنڈر کے ذریعہ متعین کی جاتی تھی۔ ایسٹر عیسیٰ کی تصلیب اور زمین سے ان کے اٹھائے جانے کو مناتے تھے لیکن اس کی تاریخ متعین نہیں تھی کیونکہ اس کی جگہ ایک قدیم تہوار نے لے لی تھی جسے طویل موسمِ سرما کے بعد موسمِ بہار کی آمد کے لیے منایا جاتا تھا اور جس کی تاریخ قمری کیلنڈر سے متعین کی جاتی تھی۔ روایات کے مطابق اس دن ہر گاؤں کے لوگ اپنے گاؤں کی زمینوں کا ٹور کرتے تھے۔ عیسائیت کی آمد کے بعد بھی وہ ایسا کرتے رہے لیکن وہ اسے 'Parish' (کسی مذہبی پیشوا کی زیر نگرانی کا علاقہ) کے گاؤں کا نام دیتے تھے۔ محنتی کسان، مقدس دن/تعطیل (Holy Day/holiday) کا

خیر مقدم کرتے تھے کیونکہ اس دن انہیں کام نہیں کرنے ہوتے تھے۔ ایسا دن عبادت کے لیے وقف ہوتا تھا۔لیکن عام طور پر لوگ اس دن کا ایک خاطر خواہ حصہ تفریح اور کھانے پینے میں گزارتے تھے۔ زیارت ایک عیسائی کی زندگی کا اہم حصہ تھی اور بہت سے لوگ شہیدوں کے مزاروں اور بڑے چرچوں تک پہونچنے کے لیے دور دراز کا سفر کرتے تھے۔

تیسرا طبقہ-کسان، آزاد اور مقید (غلام)
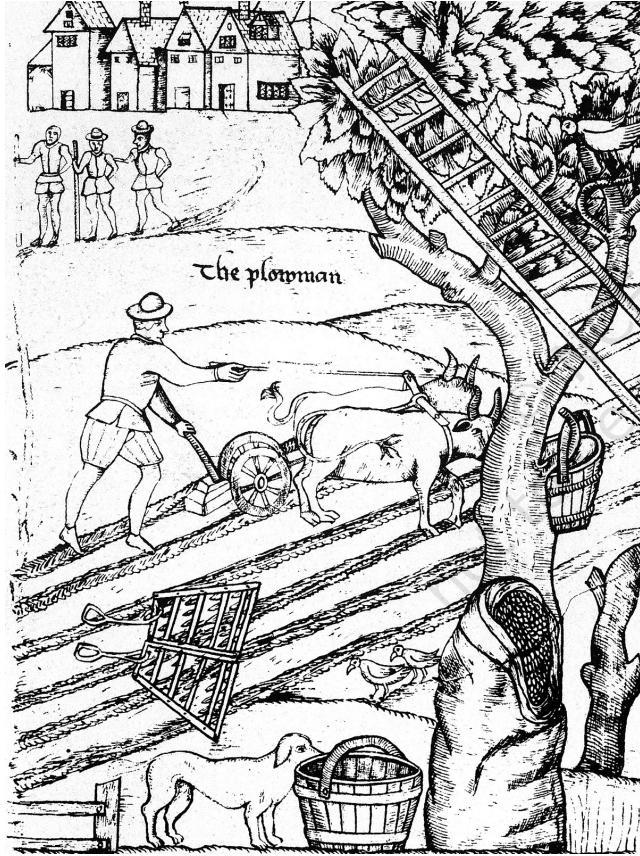
آیئے اب ہم لوگوں کی سب سے بڑی اکثریت کی باتیں کریں جن کے بل بوتے پر پہلے دونوں طبقے کے لوگ قائم تھے۔ کاشت کار دو طرح کے تھے۔ آزاد کسان یا زرعی غلام (سرف Serfs لفظ "to serve" سے مشتق ہے) تھے۔

ایک انگریز کاشت کار، سولھویں صدی کا خاکہ

آزاد کسان لارڈ کی اسامی کی حیثیت سے زمینوں کے مالک تھے۔ مردوں کو فوجی خدمات دینی ہوتی (سال میں کم از کم چالیس دنوں کے لیے) تھیں۔ کسانوں کے خاندان کو ہفتے کے کچھ دن، عام طور پر تین لیکن اکثر اس سے زیادہ دن، لارڈ کی اسٹیٹ (جاگیر) میں جا کر کام کرنے کے لیے مختص کرنے ہوتے تھے۔ اس خدمت سے حاصل ہونے والا فائدہ جسے Labour-rent کہا جاتا تھا بلاواسطہ طور پر لارڈ کو پہنچتا تھا۔ مزید برآں ان سے دوسرے کام بھی لیے جاسکتے تھے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہوتا تھا جیسے خندقیں کھودنا، جلانے کے لیے لکڑیاں جمع کرنا۔ چہاردیواریاں بنانا، سڑکوں اور عمارتوں کی مرمت کرنا۔ کھیتوں میں مدد کرنے کے علاوہ عورتوں اور بچوں کو دوسرے کام بھی کرنے پڑتے تھے۔ وہ دھاگے کاتتے، کپڑے بنتے، موم بتیاں بناتے اور لارڈ کے استعمال کے لیے انگور سے شراب کشید کرتے تھے۔ ایک بالواسطہ ٹیکس تھا جسے "Taille" (ٹیل) کہا جاتا تھا اور جسے راجہ بسا اوقات کسانوں پر عائد کردیتا تھا (پادری اور اشراف اس ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ کردئے جاتے تھے۔

زرعی غلام زمینوں میں کاشتکاری کرتے لیکن یہ زمینیں لارڈ کی ہوتی تھیں۔ ان کی پیداوار کا بیشتر حصہ لارڈ کو دے دیا جاتا تھا۔ انہیں ان کھیتوں میں بھی کام کرنا پڑتا تھا جو کلی طور پر لارڈ کے ہوتے تھے۔ اس کا انہیں کوئی معاوضہ نہیں ملتا اور وہ لارڈ کی اجازت کے بغیر اسٹیٹ سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔ لارڈ کو زرعی غلاموں کے بل بوتے پر متعدد اجارہ داریاں حاصل تھیں۔ وہ آٹا پیسنے کے لیے صرف لارڈ ہی کی مل (چکی)، روٹی پکانے کے لیے صرف اسی کا تندور اور شراب اور بئیر کشید کرنے کے لیے صرف اسی کی شراب نکالنے کی مشینیں استعمال کرسکتے تھے۔ لارڈ یہ فیصلہ بھی کرسکتا تھا کہ زرعی غلام کس سے شادی کرے یا غلام کے انتخاب پر اسے نواز سکتا تھا۔لیکن ایسا وہ کسی رقم کے عوض میں کرتا تھا۔

* انگلینڈ کی موجودہ ملکہ ولیم اول کی اولاد ہیں

انگلینڈ

جا گیردارانہ نظام کو انگلینڈ کے اندر گیارہویں صدی میں فروغ حاصل ہوا۔

چھٹی صدی میں مرکزی یوروپ سے اینجلز (Angles) اور سیکسنز (Saxons) انگلینڈ میں بس گئے تھے۔ ملک کا نام انگلینڈ دراصل Angle-Land کی ایک شکل ہے۔ گیارہویں صدی میں نارمنڈی* کے نواب (Duke) ولیم نے فوج کے ساتھ انگلش چینل کو عبور کیا اور انگلینڈ کے سیکسن بادشاہ کو شکست دی۔ اسی وقت سے فرانس اور انگلینڈ کے بیچ تجارت اور قلمرو کے تنازعات کو لے کر عام طور پر جنگیں ہونے لگیں۔

ولیم اول نے زمینوں کی پیمائش کرائی اور اسے ان 180 نارمین امراء (Norman Nobles) کے درمیان تقسیم کر دیا جو اس کے ساتھ کوچ کر کے آئے تھے۔ لارڈز بادشاہ کے بڑے اسامی بن گئے جن کے لیے ضروری تھا کہ وہ بادشاہ کو فوجی تعاون پیش کریں۔ ان کے لیے ضروری تھا کہ وہ بادشاہ کو نائٹوں (Knights) کی ایک خاص تعداد مہیا کرائیں۔ بادشاہوں نے جلد ہی اپنی زمینوں کا کچھ حصہ نائٹوں کو تحفے کے طور پر دینا شروع کر دیا جو اس کے عوض بادشاہوں کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ تاہم بادشاہ اپنے نائٹوں کا استعمال ذاتی جنگوں کے لیے نہیں کر سکتے تھے جو انگلینڈ میں ممنوع تھیں۔ اینگلو۔سیکسن کسان مختلف سطحوں کے زمین کے مالکان کی اسامی بن جاتے تھے۔

ہیور (Hever) قلعہ، انگلینڈ
تیرھویں صدی

سماجی اور اقتصادی تعلقات کو متاثر کرنے والے عوامل

اس وقت جب کہ پہلے دونوں طبقات کے افراد سماجی نظام کو غیر متبدل اور مستحکم تصور کر رہے تھے وہاں کچھ ایسے اسباب بھی تھے جو اس نظام کو بدل رہے تھے۔ ان میں سے کچھ جیسے ماحول میں تغیر، تدریجی اور قریب قریب نا قابل ادراک تھے۔ دوسرے کچھ ڈرامائی تھے مثلاً کاشتکاری سے متعلق ٹکنالوجی اور زمینوں کے استعمال کے تئیں رونما ہونے والی تبدیلیاں وغیرہ۔ نتیجے کے طور پر اس نے لارڈ اور اسامیوں کے مابین قائم سماجی اور اقتصادی رشتوں کو متاثر کیا۔ آیئے ہم ان عوامل کا ایک ایک کر کے جائزہ لیں۔

ماحول

پانچویں سے دسویں صدی تک یوروپ کا زیادہ تر حصہ جنگلات سے ڈھک چکا تھا۔ اس وجہ سے قابل کاشت زمین محدود تھی۔ کسان بھی اپنے حالات کے تئیں بے اطمینانی کی وجہ سے ظلم و جور سے فرار اختیار کر کے جنگلات میں پناہ لے رہے تھے۔ اس دوران یوروپ سخت سرد لہروں سے جوجھ رہا تھا۔ سخت اور طویل سردی کا سبب بنی فصلوں کے اگنے کے لیے مختصر موسم اور عام طور پر کاشتکاری سے حاصل ہونے والے منافع کی کمی ہو رہی تھی۔

گیارہویں صدی سے یوروپ کے اندر گرمی ہونے لگی۔ اوسط درجۂ حرارت بڑھ گیا جس کا زراعت پر زبردست اثر پڑا۔ اب کسانوں کے پاس اناج اگانے کے لیے زیادہ وقت تھا۔ اور مٹی اب جنگل سے کم نشیبی تھی۔ اور زیادہ آسانی

سے جوتی جاسکتی تھی۔ ماحولیات کے مورخین نے یوروپ کے بہت سے حصوں میں جنگلات کے خطوط کو قابل لحاظ حد تک سکڑتے ہوئے محسوس کیا ہے۔اس وجہ سے قابل کاشت علاقہ کا پھیلنا ممکن ہوا۔

زمین کا استعمال

ابتدا سے کاشتکاری سے متعلق ٹکنالوجی بہت فرسودہ تھی۔ کسان کو حاصل مشینی مدد میں سے صرف لکڑی کا وہ ہل تھا جسے بیل کھینچتے تھے۔ یہ ہل سطح زمین کو صرف کھرچ سکتا تھا۔ اور مٹی کی قدرتی پیداواری قوت کو باہر لانے کی صلاحیت اس میں نہ تھی۔ اس لیے زراعت بہت محنت کا کام تھا۔ زمینوں کو ہاتھ سے کھودا جاتا تھا جو عام طور پر چار سالوں میں ایک بار ہوتا تھا۔ نیز ہاتھ سے بہت سے کام انجام دینے ہوتے تھے۔

فصلوں کو باری باری اگانے کا ایک غیر موثر طریقہ بھی رائج تھا۔ زمین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ایک حصے میں موسم گرما کے گیہوں خزاں کے موسم میں بوئے جاتے تھے اور دوسرے حصہ کو غیر مزروعہ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس غیر مزروعہ زمین میں دوسرے سال رائی بوئی جاتی تھی اور دوسرے حصے کو غیر مزروعہ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ ایسا کرنے سے زمین دن بدن خراب ہوتی گئی اور قحط سالی بھی ایک عام بات تھی۔ تباہ کن قحط سالی کی جگہ طویل ناقص تغذیہ نے لے لی اور غریبوں کے لیے جینا دشوار ہو گیا۔

ان ساری مشکلات کے باوجود لارڈز آمدنیوں کو بڑھانے کے لیے فکرمند تھے۔ چونکہ زمین کی پیداوار کو بڑھانا ممکن نہ تھا اس لیے کسان مجبور کیے جاتے تھے کہ جاگیری اسٹیٹ (Manorial Estate) کی ساری زمینوں میں کاشتکاری کریں اور اس میں اس سے زیادہ وقت دیں جتنے کے وہ قانونی طور پر پابند تھے۔ کسان ظلم و جور کے آگے آسانی سے نہیں جھکتے تھے۔ چونکہ وہ کھلے طور پر مزاحمت نہیں کر سکتے تھے اس لیے انھوں نے مجہول مقاومت کا سہارا لیا۔ وہ اپنی زمینوں کو جوتنے میں زیادہ وقت صرف کرتے اور اس سے حاصل شدہ پیداوار کا بیشتر حصہ اپنے لیے رکھ لیتے۔ وہ بلا معاوضہ مزید خدمات پیش کرنے سے بھی گریز کرتے۔ انھوں نے چراگاہوں اور جنگلات کے مسئلہ پر لارڈز سے ٹکراؤ مول لیا۔ وہ ان زمینوں کو پوری قوم کے لیے استعمال ہونے والے ذرائع کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔ جبکہ لارڈز انہیں اپنی ذاتی ملکیت گردانتے تھے۔

زراعت سے متعلق نئی تکنیک

گیارہویں صدی کے آتے آتے اس ضمن میں متعدد تکنیکی تبدیلیوں کے ثبوت ملتے ہیں۔

لکڑی کے ابتدائی ہلوں کے بجائے کسانوں نے بھاری فولادی نوکدار ہل اور ہل کی پھال کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ ہل زیادہ گہرائی تک کھود سکتے تھے۔ اور ہل کی پھال بالائی مٹی کو مناسب انداز سے الٹ دیتی تھی۔ اسی طرح مٹی کی غذائیت والا حصہ بہتر طور پر استعمال میں آرہا تھا۔

جانوروں کو ہل میں جوتنے کا طریقہ بھی بہتر ہو گیا تھا۔ گردن میں جوتنے کے بجائے کندھوں میں جوتنے کا طریقہ استعمال میں آ گیا۔ اس سے جانوروں کو زیادہ طاقت لگانے میں مدد ملی۔ گھوڑوں کو اب زیادہ بہتر فولادی نعلیں لگائی جانے لگیں جس سے ان کے پیر مڑنے سے محفوظ ہو گئے۔ زراعت کے لیے ہوا اور پانی کی توانائی کا استعمال بڑھ

گیا۔ انگور سے شراب کشید کرنے اور اناج کو پیسنے کے لیے یوروپ میں پانی اور ہوا کی مدد سے چلنے والی مزید پن چکی (Mills) قائم کی گئیں۔

زمینوں کے استعمال میں بھی تبدیلی آئی۔ دو کھیتوں سے تین کھیتوں کے نظام کی طرف تبدیلی سب سے زیادہ انقلابی عمل تھا۔ اس کے مطابق کسان زمین کو تین سالوں میں دو سال استعمال کر سکتے تھے۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ ان میں موسم خزاں میں ایک فصل لگائیں اور ڈیڑھ سال بعد دوسری فصل اگائیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کسان اپنی مالکانہ حقوق والی آراضی کو تین حصوں میں تقسیم کر سکتے تھے۔ وہ ایک میں انسانوں کے استعمال کے لیے خزاں کے موسم میں گیہوں یا رائی، دوسرے میں موسم بہار میں انسانوں کے استعمال کے لیے مٹر، سیم کی پھلیاں اور مسور اور گھوڑوں کے لیے جئی اور جو اگا سکتے تھے۔ تیسرا حصہ غیر مزروعہ رہتا تھا۔ وہ کھیت کے تینوں حصوں کو باری کے اعتبار سے ہر سال استعمال کرتے تھے۔

ان اصلاحات اور ترقیوں کے ساتھ کھیت کے ہر حصہ سے پیدا ہونے والی غذائی مقدار میں بہت جلد اضافہ ہوگیا۔ غذائی اقسام کی فراہمی دوگنی ہوگئی۔ مٹر اور سیم کی پھلیوں جیسے پودوں کی زیادہ کاشتکاری کی وجہ سے عام یوروپیوں کی غذا میں سبزیوں کے پروٹین کا اضافہ ہوگیا۔ اور ان کے جانوروں کے لیے زیادہ بہتر چارہ فراہم ہونے لگا۔ اس سے کاشتکاروں کے لیے بہتر مواقع پیدا ہوگئے۔ اب وہ کم زمینوں سے زیادہ سے زیادہ غذائی اقسام پیدا کر سکتے تھے۔ سوا ایکڑ جو کسی کسان کے کھیتوں کا اوسط سائز ہوتا تھا، تیرہویں صدی میں گھٹ کر 20 سے 130 ایکڑ رہ گیا۔ مالکانہ حقوق والی آراضی جو کم ہوتی تھی اس میں زیادہ مستعدی کے ساتھ کاشتکاری ہو سکتی تھی اور مطلوبہ محنت کو کم کیا جا سکتا تھا۔ اس نے کسانوں کو دوسری سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے مواقع فراہم کیے۔

ان تکنیکی تبدیلیوں میں سے کچھ کے لیے زیادہ پیسے درکار تھے۔ پن چکی اور پون چکی قائم کرنے کے لیے کسانوں کے پاس رقم نہیں تھی۔ اس کے لیے لارڈز نے اقدامات کیے۔ لیکن بہت سارے معاملات مثلاً قابل کاشت زمینوں کی توسیع میں کسانوں نے پیش قدمی کی۔ انہوں نے فصلوں کو تین کھیتوں کی گردش کی طرف بدل دیا۔ اور گاؤں میں لوہار خانے اور چھوٹی چھوٹی بھٹیاں قائم کیں جہاں فولاد کے نوکدار ہل اور گھوڑوں کی نعلیں سستے داموں میں بنائی اور مرمت کی جاتی تھیں۔

گیارہویں صدی سے وہ شخصی معاہدے جو جاگیردارانہ نظام کی اساس ہوا کرتے تھے، کمزور پڑنے لگے کیونکہ اقتصادی معاملات کی بنیاد زیادہ سے زیادہ پیسوں پر قائم ہوتی جا رہی تھی۔ لارڈز کے لیے خدمات کے بجائے کرایہ کا مطالبہ آسان تھا۔ اور کاشتکاری تاجروں کو غلہ (دوسرے سامانوں کے عوض دینے کے بجائے) نقدی کے بدلے فروخت کرتے تھے جو اس کے بعد اس طرح کے سامانوں کو قصبوں میں بیچنے کے لیے جاتے تھے۔ نقدی کے بڑھتے ہوئے استعمال نے قیمتوں پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا جو خراب پیداوار کی صورت میں مزید اوپر اٹھ جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر انگلینڈ میں 1270 اور 1320 کے درمیان زراعت سے وابستہ اشیا کی قیمتیں دوگنی ہوگئیں۔

چوتھا طبقہ؟ نئے شہر اور شہری لوگ

زراعت میں توسیع کے ساتھ اس سے وابستہ تین چیزیں: آبادی، تجارت اور قصبات میں بھی اضافہ ہوا۔ یوروپ کی آبادی ایک اندازے کے مطابق 1000 میں 42 ملین سے بڑھ کر 1200 میں 62 ملین اور 1300 میں 73 ملین

ہوگئی۔ بہتر تغذیہ نے زندگی کے لمحات کو بڑھا دیا۔ تیرہویں صدی کے آتے آتے یوروپ کا عام باشندہ آٹھویں صدی کے مقابلے 10 سال مزید جینے کی توقع رکھتا تھا۔ عورتوں اور بچیوں کی عمریں مردوں کے مقابلے میں کم ہوتی تھیں، کیونکہ مرد زیادہ اچھی غذا کا استعمال کرتے تھے۔

سلطنت روما کے زوال کے بعد اس کے شہر ویران اور تباہ و برباد ہو گئے تھے۔ لیکن جب گیارہویں صدی میں زراعت کو فروغ حاصل ہوا اور وہ بڑی آبادی کو روزی فراہم کرنے کے قابل ہوگئی تو شہر اور قصبات ایک بار پھر بڑھنے شروع ہو گئے۔ وہ کسان جن کے پاس فروخت کرنے کے لیے اضافی اناج تھا انھیں ایک ایسے مقام کی ضرورت تھی جہاں وہ اسے فروخت کرنے کے لیے ایک مرکز قائم کرسکیں۔ اور جہاں سے وہ اپنی ضروریات کے سامان اور کپڑے خرید سکیں اور رفتہ رفتہ چھوٹے چھوٹے بازار کے مراکز وجود پانے لگے۔ جن کی شکل رفتہ رفتہ شہر جیسی ہوگئی، یعنی چوراہے، چرچ اور ایسی سڑکیں بن گئیں جہاں تاجر دکانیں اور مکان بناتے اور جہاں شہر کے چلانے والوں کے اجتماع کے لیے ایک آفس بھی ہوتا۔ دوسرے مقامات پر شہر بڑے بڑے قلعوں، اسقف کے اسٹیٹ (Bishop estaes) یا بڑے چرچوں کے گرد آباد ہوتے تھے۔

ریمس (Reims) فرانس کیتھیڈرل ٹائون، سترہوی صدی میپ

سرگرمی 3

شہر کے اس خاکے اور نقشہ کو دھیان سے دیکھیں اور غور کریں کہ عہد وسطیٰ کے یوروپی شہروں کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟ دوسری جگہوں اور دوسرے عہد کے شہروں سے وہ کس حیثیت سے جداگانہ تھے؟

شہروں میں اپنی خدمات پیش کرنے کے بجائے لوگ ان لارڈز کو ٹیکس ادا کرتے تھے جن کی زمین پر شہر آباد تھے۔ کسان خاندان کے نوجوانوں کے لیے لارڈز کے قبضہ سے آزاد ہو کر شہروں میں نقدی کے عوض کام کرنے کے مواقع تھے۔ ''شہر کی آب و ہوا آزادی عطا کرتی ہے'' ایک مشہور کہاوت بن گئی۔ آزادی کے متمنی بہت سے زرعی غلام فرار ہو کر شہروں میں روپوش ہونے لگے۔ اگر ایک غلام ایک سال اور ایک دن کے لیے بھی اپنے لارڈ کی گرفت سے بچ جاتے تو آزاد ہو جاتے۔ شہروں کے زیادہ تر لوگ آزاد کسان اور فرار ہونے والے وہ زرعی غلام تھے جو محنت و مشقت کے کام کرتے تھے۔ دکاندار اور تاجر بہت سے تھے۔ بعد میں خاص مہارتوں کے حامل افراد مثلاً بینکر (ساہوکار) یا وکلاء کی ضرورت پیش آئی۔ بڑے شہروں میں 30,000 تک آبادی ہوا کرتی تھی جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ سماج کا چوتھا طبقہ تھے۔

گلڈ (پیشہ وران کی انجمن) معاشی تنظیم کی بنیاد تھی۔ ہر دستکاری یا صنعت گلڈ کے تحت منظّم تھی۔ جو ایک ایسی تنظیم تھی جو پیداوار کے معیار، اس کی قیمت اور اس کی خرید کو کنٹرول کرتی تھی۔ ''گلڈ ہال'' ہر شہر کا ایک حصہ تھا جس میں تقریبات کا انعقاد ہوتا اور جہاں مختلف گلڈز (Guilds) کے قائدین سرکاری طور پر ملاقات کرتے تھے۔ نگہبان (Guards) شہر کی فصیل کی نگرانی کرتے اور امن و امان برقرار رکھتے۔ بلدیاتی جلوس اور دعوتوں میں موسیقار بلائے جاتے اور سرائے کے مالک مسافروں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

گیارہویں صدی کے آتے آتے مغربی ایشیا سے گزرنے والے تجارت کے نئے راستے ترقی پانے لگے (ملاحظہ ہو باب نمبر 5) اسکینڈی نیوین (Scandinavian) تاجر شمالی سمندر کو عبور کرتے ہوئے لباس کے لیے فر (Furs) ہنٹنگ ہاکس (Hunting hawks) کے تبادلے کے لیے جنوب کی طرف آنے لگے۔ انگریزی تاجر ٹن فروخت کرنے کے لیے آتے تھے۔ بارہویں صدی تک فرانس میں تجارت اور دستکاری بڑھنے لگی۔ پہلے دستکار ایک جاگیر سے دوسری جاگیر کا سفر کرتے تھے۔ اب انہیں آسان لگنے لگا کہ ایک جگہ بیٹھ کر سامان بنائے جائیں اور غذا کی اقسام حاصل کرنے کے لیے ان کی تجارت کی جائے۔ جوں جوں شہروں کی تعداد بڑھتی گئی اور تجارت عام ہوتی گئی۔ شہروں کے تاجر دولت مند اور طاقتور ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ اشراف (امراء) کی طاقت کا حریف بن گئے۔

سالسبری کیتھیڈرل انگلینڈ
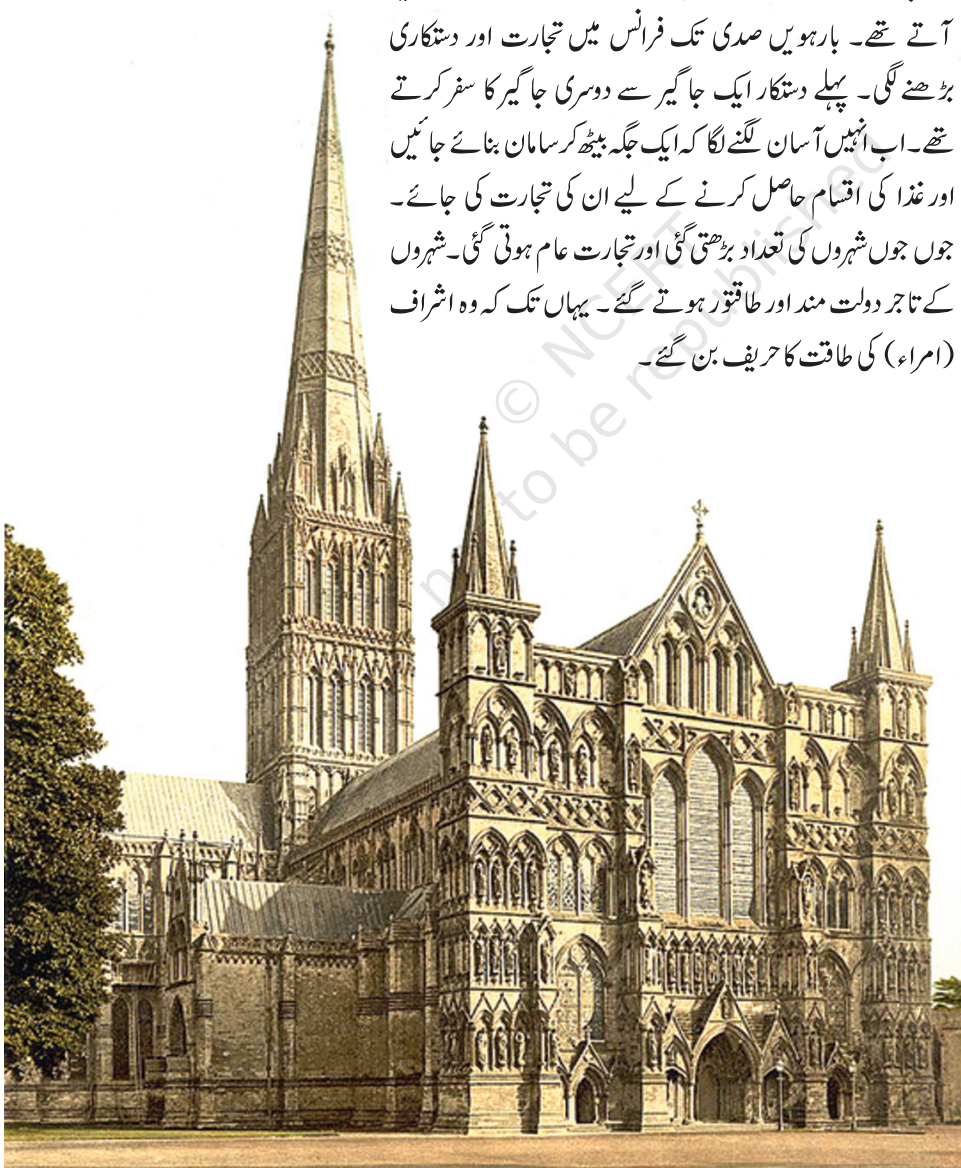
کھڑکی کا ایک منقش شیشہ (Stained-glass) چارٹریس کیتھیڈرل (Chartres Cathedral) فرانس، پندھویں صدی

''جگہ کی تنگی، جسے ہم نے عام طور پر جشن کے دن محسوس کیا ہے، اس کی وجہ سے کیونکہ عورتیں مردوں کے سروں کے اوپر سے قربان گاہ کی طرف جانے کے لیے مجبور ہوتی تھیں جس کی وجہ سے بہت تکلیف اور شور وغل ہوتا تھا (ہم نے فیصلہ کیا کہ مقدس چرچ کو بڑا اور اونچا بنایا جائے......

ہم نے نئی کھڑکیوں کی شاندار اقسام کو مختلف علاقوں کے ماہرین کے ہاتھوں پینٹ کرنے کا بندوبست کیا...... کیونکہ یہ کھڑکیاں اپنے شاندار کمال فن (Execution)، اور پینٹ کیے گئے نیلگوں شیشوں پر فراخدلی کے ساتھ خرچ کی گئی رقم کی وجہ سے بہت اہمیت کی حامل ہیں، اس لیے ان کی حفاظت کے لیے ہم نے ایک ماہر سرکاری دستکار اور ایک سنار کو مقرر کیا ہے جنہیں ان کے الاؤنس یعنی ان کو سکے قربان گاہ سے اور ''برادران'' (Brethren) کے عام گودام سے آٹا ملتا رہے گا اور جو فنون لطیفہ کی ان اشیا کے تئیں دیکھ بھال کے تعلق سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہیں برتیں گے۔''

–ایبوٹ سوگر Abbot Suger (1081-1151) نے پیرس کے قریب سینٹ ڈینس (St. Denis) کی خانقاہ کے متعلق لکھا۔

کیتھیڈرل (Cathedral) شہر

دولت مند تاجروں کا پیسہ خرچ کرنے کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ وہ چرچ کو عطیات دیتے تھے۔ بارہویں صدی میں فرانس کے اندر بڑے بڑے چرچ، جنہیں کیتھیڈرل کہا جاتا تھا، بنائے جانے لگے۔ ان کا تعلق دراصل خانقاہوں سے ہوتا تھا۔ لیکن سماج کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے بہت سے لوگ محنت، وسائل کی فراہمی اور نقدی کے ذریعہ ان کی تعمیر میں حصہ لیتے تھے۔ کیتھیڈرل پتھر سے بنائے جاتے تھے جنہیں مکمل ہونے میں برسوں لگ جاتے تھے۔ جب ان کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوتا تو اس کے اطراف کا علاقہ زیادہ آباد ہو جاتا اور جب ان کی تعمیر مکمل ہو جاتی تو وہ زیارت کا مرکز بن جاتے۔ اور اس طرح ان کے اردگرد چھوٹے چھوٹے شہر وجود میں آنے لگے۔

کیتھیڈرل کو اس انداز میں تعمیر کیا جاتا تھا کہ ہال کے اندر مذہبی پیشوا کی آواز سنی جا سکے جہاں بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوتے تھے۔ انہیں اس طرح بنایا جاتا کہ راہبوں کے گیت اچھے لگیں اور عبادت کے لیے بلانے والی گھنٹیوں کی آواز دور سے سنی جا سکے۔ کھڑکیوں کے لیے دودھیا شیشے استعمال کیے جاتے تھے۔ دن کے وقت کیتھیڈرل کے اندر موجود لوگوں کے لیے وہ سورج کی دھوپ کو منعکس کرتے تھے۔ اور غروب آفتاب کے بعد موم بتیوں کی روشنی میں وہاں بیٹھے ہوئے لوگ باہر کے لوگوں کو نظر آتے تھے۔ دودھیا شیشوں والی کھڑکیاں بائبل میں مذکور کہانیوں کو تصویروں کی مدد سے بیان کرتی تھیں جنہیں ناخواندہ لوگ ''پڑھ'' سکتے تھے۔

چودھویں صدی کا بحران

چودھویں صدی میں یوروپ کا اقتصادی پھیلاؤ دھیما پڑ گیا۔ اس کے تین اسباب تھے۔

تیرہویں صدی کے آخر میں شمالی یوروپ کے اندر پچھلے 300 سالوں کے موسم گرما کی گرمی کی جگہ سرد موسم نے لے لی۔ فصلیں اگانے کے موسم میں ایک سال کی کمی آ گئی اور بالائی خطوں میں فصل اگانا مشکل ہو گیا۔ طوفان اور سمندری سیلاب نے کھیتوں کو خراب کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومتوں کو ٹیکس کی شکل میں ملنے والی آمدنی کم

ہوگئی۔ تیرہویں صدی سے پیشتر سازگار موسمی حالات نے بڑے پیمانے پر جنگلات اور چراگاہوں کو زراعت کے قابل بنانے کے مواقع فراہم کیے تھے۔ لیکن سخت جتائی نے فصلوں کو تین کھیتوں کی گردش کے رواج کے باوجود بھی مٹی کی کس بل نکال دی تھی۔ کیونکہ مٹی کی مناسب تحفظ کے ساتھ صفائی نہیں ہو پاتی تھی۔ چراگاہوں کی کمی نے چوپایوں کی تعداد کم کر دی۔ آبادی کے اضافے نے وسائل زندگی کو پیچھے چھوڑ دیا اور اس کا فوری نتیجہ قحط سالی کی شکل میں سامنے آیا۔ 1315 اور 1317 اور پھر 1329 میں یوروپ کو سخت قحط سالی نے آ دبوچا اور 1320 کی دہائی میں کثیر تعداد میں مویشی ہلاک ہوئے۔

مزید برآں آسٹریا اور سربیا میں چاندی کی کانوں سے حاصل ہونے والی دھات میں گراوٹ کی وجہ سے دھات کی نقدی میں سخت کمی آ گئی جس سے تجارت کو سخت نقصان پہنچا۔ اس صورت حال نے حکومتوں کو مجبور کر دیا کہ وہ زر مبادلہ میں چاندی کی مقدار کو کم کریں اور اس میں سستی دھاتوں کی آمیزش کریں۔

ابھی بدترین حالات آنا باقی تھے۔ جیسے جیسے تیرہویں اور چودہویں صدی میں تجارت پھیلی۔ یوروپی بندرگاہوں پر دور دراز ملکوں سے مال بردار جہاز آنا شروع ہوگئے۔ جہازوں کے ساتھ چوہے بھی آئے، جو اپنے ساتھ مہلک طاعون (سیاہ موت) کے جراثیم بھی لائے۔ مغربی یوروپ جو پچھلی صدیوں میں قدرے الگ تھلگ تھا، اس مہلک وبا سے 1347 اور 1350 کے مابین دوچار ہوا۔ جدید تخمینہ کے مطابق اس وبا کے مہلوکین پورے یوروپ کا 20 فیصد تھے۔ جبکہ بعض مقامات پر مہلوکین کا تناسب آبادی کا 40 فیصد تھا۔

> ''بہت سے بہادر مرد اور حسین خواتین نے اپنے اقرباء کے ساتھ ناشتہ کیا اور اسی رات دوسری دنیا میں اپنے اجداد کے ساتھ رات کا کھانا تناول فرمایا۔ لوگوں کی خستہ حالی قابل دید تھی۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہر روز بیمار پڑتے اور بے یار و مددگار دم توڑ دیتے۔ بہت سے لوگ کھلی گلیوں میں مر گئے اور دوسرے اپنے گھروں کے اندر موت کا شکار ہوگئے جس کا پتہ ان کی سڑتی ہوئی لاشوں کی بدبو سے چلا۔ چرچ کے مقدس آنگن ان لاشوں کے بڑے انبوہ کی تدفین کے لیے ناکافی تھے جن کے ڈھیر سینکڑوں کی تعداد میں کھائیوں میں اس انداز سے پڑے ہوئے تھے جیسے جہازوں کے ہولڈ میں سامان پڑا ہوا ہو جو کہ تھوڑی مٹی سے ڈھکا ہو۔''
>
> – Giovanni Boccaccio (1313-75), Italian author.

تجارتی مراکز کی حیثیت سے شہر سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ احاطہ کے اندر مثلاً خانقاہوں اور دیروں میں رہنے والے لوگوں سے اگر کوئی مرد طاعون سے متاثر ہوجاتا تو جلد ہی سارے لوگ اس کا شکار ہوجاتے اور ہر صورت میں قریب قریب کوئی بھی نہیں بچتا۔ طاعون کے سب سے زیادہ شکار بچے، نوجوان اور بوڑھے ہوتے۔ اس طاعون کے بعد 1360 اور 1370 کی دہائیوں میں طاعون کے نسبتاً چھوٹے واقعات پیش آئے۔ اور یوروپ کی آبادی جو 1300 میں 73 ملین تھی 1400 میں گھٹ کر 45 ملین رہ گئی۔

معاشی بحران کے ساتھ ساتھ یہ بلائے ناگہانی سخت سماجی اتھل پتھل کا سبب بنی۔ آبادی کی کمی، مزدوروں کی قلّت کی شکل میں سامنے آئی۔ زراعت اور صنعت کے مابین زبردست عدم توازن پیدا ہوگیا۔ کیونکہ لوگوں کی تعداد اتنی نہیں تھی کہ دونوں جگہوں پر یکساں طور پر مصروف عمل ہوسکیں۔ زراعتی پیداوار کی قیمتوں میں کمی آ گئی کیونکہ خریدنے والے افراد کم تھے۔ سیاہ موت کے بعد انگلینڈ میں مزدوروں نے خاص طور پر زرعی مزدوروں کی مانگ 250 فیصد بڑھ

جانے کی وجہ سے اجرتوں میں اضافہ ہوگیا۔ بچے ہوئے مزدور اپنی پہلی اجرتوں کے مقابلے دوگنی اجرتوں کا مطالبہ کرسکتے تھے۔

سماجی بے چینی

اس طرح لارڈز کی آمدنی بری طرح متاثر ہوئی اور امراء کی آمدنی اس لیے کم ہوگئی کیونکہ زرعی پیداوار کی قیمتیں گھٹ گئیں اور مزدوروں کی اجرتوں میں اضافہ ہوگیا۔ پریشانی کے عالم میں انہوں نے ٹھیکے پر بیبہ لگانا چاہا جس روایت کو انہوں نے حال ہی میں شروع کیا تھا۔ اور اس طرح مزدوروں کی خدمات دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس کی کسانوں، خاص طور پر تعلیم یافتہ اور خوشحال لوگوں نے زبردست مخالفت کی۔ 1323 میں فلینڈرز (Flanders)1358 میں فرانس اور 1381 میں انگلینڈ کے اندر کسانوں نے بغاوت کی۔

اگرچہ بغاوتیں بے رحمی سے کچل دی گئیں مگر یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ یہ بغاوتیں سب سے زیادہ شدومد کے ساتھ ان علاقوں میں پیش آئیں جہاں معاشی وسعت کی خوشحالی کا تجربہ کیا جاچکا تھا۔ جو اس بات کی نشانی تھی کہ کسان ان منافع کے تحفظ کے لیے کوشاں تھے جو انہوں نے پچھلی صدیوں میں حاصل کیے تھے۔ شدید ظلم وتشدد کے باوجود کسانوں کی سخت مخالفت سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم جاگیردارانہ تعلقات دوبارہ نافذ نہیں کیے جاسکتے تھے۔ پیسے کی معیشت اتنی آگے نکل چکی تھی کہ اسے واپس نہیں لایا جاسکتا تھا۔ اس لیے اگرچہ لارڈز بغاوتوں کو کچلنے میں کامیاب ہوگئے تاہم کسانوں نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا کہ زمانہ قدیم کی جاگیردارانہ مراعات کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا۔

سرگرمی 4

تاریخ کے ساتھ دئے گئے واقعات وحالات کو پڑھئے اور بیانیہ انداز میں انہیں باہم جوڑیئے۔

گیارہویں تا چودہویں صدی	
1066	نارمین نے اینگلوسیکسن کو شکست دی اور انگلینڈ کو فتح کرلیا۔
1100	اور اس کے بعد۔ فرانس میں کیتھیڈرل تعمیر کیے جانے لگے۔
1315-17	یوروپ میں زبردست قحط سالی۔
1347-50	سیاہ موت۔
1338-1461	انگلینڈ اور فرانس کے مابین ''سوسالہ جنگ''۔
1381	کسانوں کی بغاوتیں۔

سیاسی تبدیلیاں

ان سماجی حالات کے شانہ بہ شانہ سیاسی میدان میں بھی ترقی ہورہی تھی۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں یوروپی بادشاہوں نے اپنی فوجی اور معاشی حالت مضبوط کرلی۔ جو طاقتور ریاستیں انہوں نے قائم کیں وہ یوروپ کے لیے اتنی ہی اہم تھیں جتنی رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیاں۔ اس لیے ان بادشاہوں کو مورخین نے ''نئے شہنشاہوں'' کا نام دیا

ہے۔ فرانس میں لوئس XI، آسٹریلیا میں میکس ملین، انگلینڈ میں ہنری VII اور اسپین میں ایزابیل اور فرڈینینڈ جیسے مطلق العنان حکمرانوں نے ایک مستقل فوج کی تشکیل کی۔ ایک مستقل نوکر شاہی اور قومی ٹیکس شروع کیا اور سمندر پار۔ اسپین اور پرتگال میں۔ یوروپ کی توسیع میں کردار نبھانے شروع کردئے۔ (ملاحظہ ہو باب نمبر 8)۔

ان شہنشاہوں کی فتح کا سب سے اہم سبب وہ سماجی تبدیلیاں تھیں جو بارہویں اور تیرہویں صدی کے دوران رونما ہوئیں تھیں۔ لارڈ شپ اور اسامی کے جاگیر دارانہ نظام کی تنسیخ اور معاشی نمو کے سست رفتار تناسب نے ان بادشاہوں کو سب سے پہلے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی محدود حد تک مضبوط رعایا کو اپنے قابو میں کرسکیں۔ حکمرانوں نے اپنی فوج کو جاگیردارانہ تقرری (Feudal Levies) کے نظام کے ساتھ بانٹ دیا اور پیشہ وارانہ طور پر ایسی ماہر پیادہ فوج کو متعارف کرایا۔ جو بندوقوں سے مسلح تھی اور بلاواسطہ طور پر توپ خانوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا (ملاحظہ ہو باب نمبر 5)۔ اور آتشی طاقت کے سامنے امراء کی مزاحمت کے قدم اکھڑ گئے۔

انگلینڈ کی مہارانی ایلزبیتھ I ایک پکنک پر، آخری سولھویں صدی

نئی شہنشاہیت	
1461-1559	فرانس میں نئے شہنشاہ
1474-1556	اسپین میں نئے شہنشاہ
1485-1547	انگلینڈ میں نئے شہنشاہ

ٹیکس میں اضافہ کر کے شہنشاہ زیادہ بڑی فوجوں کو سنبھالنے کے لیے آمدنی حاصل کر لیتے تھے جو ان کا دفاع کرتیں تھیں ان کی سرحدوں کو وسعت دیتیں اور شاہی حکام کی حمایت میں اندرونی مزاحمتوں کو کنٹرول میں رکھتیں۔ امراء کی طرف سے بغیر کسی مزاحمت کے مرکزیت کیسے وجود میں آتی۔ شہنشاہیت کے مقابلے ہر طرح کی مخالفت کے پس پشت ایک ہی سوال تھا جو ٹیکس سے وابستہ تھا۔ انگلینڈ میں 1497، 1536، 1547، 1549 اور 1553 میں بغاوتیں ہوئیں اور دبا دی گئیں۔ فرانس میں لوئس XI (1461-83) کو نوابوں اور شہزادوں کے خلاف ایک لمبی جدوجہد کرنی پڑی۔ چھوٹے امراء نے جو عام طور پر مقامی اسمبلی کے ممبر ہوتے تھے، اپنی طاقت کی اس شاہی حق تلفی کے خلاف مزاحمت کی۔ سولہویں صدی میں فرانس کے اندر ہونے والی ''مذہبی'' جنگیں کسی حد تک شاہی مراعات اور علاقائی آزادی کے مابین کی رسہ کشی کا ایک حصہ تھیں۔

نیمورس قلعہ (Nemours Castle) فرانس، پندرھویں صدی

امراء نے اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے ایک ہتھکنڈے کا سہارا لیا۔ نئی حکومتوں کی مخالفت کے بجائے وہ راتوں رات ان کے وفادار بن گئے۔ اسی وجہ سے شاہی آزادی کو جاگیرداری کی ترقی یافتہ شکل کہا جاسکتا ہے۔ درحقیقت لوگوں کا وہی طبقہ۔ لارڈز۔ جو جاگیردارانہ نظام میں حاکم تھا اب بھی سیاست کے گلیاروں میں انہیں کا غلبہ تھا۔ انہیں انتظامی امور میں مستقل مناصب عطا کیے گئے تھے۔ تاہم کئی اہم حیثیتوں سے یہ نئی حکومت مختلف تھی۔

بادشاہ اب اہرام کی اس چوٹی پر مزید بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا جہاں وفاداری شخصی انحصار اور اعتماد کی بات تھی۔ وہ اب ایک وسیع درباری سماج کے درمیان سرپرست اور گاہک کے مابین رشتوں کا تانا بانا تھا۔ ہر شہنشاہیت کو خواہ کمزور ہو یا مضبوط، ان لوگوں کے تعاون کی ضرورت تھی جو ملک کو چلاسکیں۔ سرپرستی اس طرح کے تعاون کی یقین دہانی کا ذریعہ بن گئی اور جو پیسوں سے خریدی اور بیچی جاسکتی تھی۔ اس لیے پیسہ ایک ایسا اہم ذریعہ بن گیا جس کی مدد سے امراء کے علاوہ دوسرے عناصر مثلاً تاجر اور ساہوکار دربار میں رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ وہ بادشاہ کو وقتی طور پر پیسہ دیتے جس سے وہ سپاہیوں کی اجرتیں ادا کرتے۔ اس طرح حکام نے ریاست کے نظام میں غیر جاگیری عناصر کے لیے جگہ نکال لی۔

طاقت کے اس ڈھانچہ میں رونما ہونے والی ان تبدیلیوں سے فرانس اور انگلینڈ کی بعد کی تاریخیں ترتیب دی گئیں۔ کم سن بادشاہ لوئس XIII کے زمانہ حکومت 1614 میں فرانس کی مجلس مشاورت کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جسے اسٹیٹ جنرل کے نام سے جانا جاتا ہے (جس میں تین اسٹیٹ/ طبقات۔ پادری، امراء اور باقی افراد نمائندگی کے لیے تین ایوان تھے۔) اس کے بعد تقریباً دوسو سالوں۔ 1789 تک یہ میٹنگ نہیں بلائی گئی۔ کیونکہ بادشاہ ان تینوں طبقات کو حکومت میں شامل نہیں کرنا چاہتے تھے۔

انگلینڈ میں جو کچھ ہوا وہ بالکل مختلف تھا۔ نارمین کے حملے سے پہلے ہی اینگلوسیکسن کی ایک طاقتور کونسل تھی جس کی طرف کسی ٹیکس کے نفاذ سے پیشتر بادشاہ کو رجوع کرنا پڑتا تھا۔ اسی کو بعد میں پارلیمنٹ کہا جانے لگا جو ہاؤس آف لارڈز (House of Lords) جس کے ممبران لارڈز اور پادری ہوتے تھے۔ اور ہاؤس آف کامنس (House of Commons) جس کے ممبران شہروں اور دیہی علاقوں کی نمائندگی کرتے تھے، پر مشتمل تھی۔ شاہ چارلس اول نے پارلیمنٹ کا اجلاس بلائے بغیر گیارہ سالوں (40-1629) تک حکومت کی۔ پھر وہ پارلیمنٹ کی میٹنگ بلانے کے لیے مجبور ہوگیا، کیونکہ اسے پیسوں کی ضرورت تھی تو پارلیمنٹ کی ایک جماعت نے اس کے خلاف جنگ چھیڑنے کا فیصلہ کیا اور بعد میں اسے پھانسی دے کر ایک جمہوریہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا اور شہنشاہیت پھر سے بحال ہوگئی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ برابر پارلیمنٹ کی میٹنگ بلائی جاتی رہے گی۔

آج فرانس میں جمہوری اور انگلینڈ میں شہنشاہی طرز حکومت ہے۔ ایسا ان مختلف سمتوں کی وجہ سے ہے جن کی جانب سترہویں صدی کے بعد دونوں ملکوں کی تاریخیں گامزن ہوگئیں۔

مشق

مختصر جواب دیں

1۔ فرانس کے ابتدائی جاگیردارانہ سماج کی دو خصوصیات بیان کیجیے۔
2۔ آبادی کی سطح پر طویل مدت تبدیلیوں نے یوروپ کے سماج اور معیشت پر کیسے اثر ڈالا؟
3۔ نائٹس (Knights) کیوں ناپید ہو گئے اور ان کا زوال کب ہوا؟
4۔ عہد وسطیٰ کی خانقاہوں کے کام کیا تھے؟

مختصر مضمون لکھیے:

5۔ تصور کیجیے اور عہد وسطیٰ کے فرانسیسی شہر کے کسی دستکار کی زندگی کے ایک دن کا خاکہ پیش کیجیے۔
6۔ فرانسیسی زرعی غلام اور رومی غلام کے حالات زندگی کا موازنہ کیجیے۔